عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے دل کو تبلیغ میں ڈال دیں
تا کہ سپین میں اسلام نئی شان کے ساتھ دوبارہ زندہ ہو

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶/ مارچ ۱۹۹۰ء بمقام JATIVA سپین)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

آج ہمیں یہ جمعہ سپین کے ایک چھوٹے سے قصبے خاطبہ (Xativa) میں پڑھنے کی توفیق مل رہی ہے، خاطبہ کا ایک تلفظ شاطبہ (Xativa) بھی ہے اور یہ معین طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کون سا تلفظ درست ہے۔ یہ قصبہ اگرچہ چھوٹا ہے لیکن تاریخی لحاظ سے غیر معمولی اہمیت کا حامل قصبہ ہے اور یہاں اس کے ماحول میں پہاڑوں کے اوپر آج تک مسلمانوں کی عظمت کے آثار باقیہ ان کی عظیم تاریخ کی اور ان کی یہاں موجودگی کی گواہی دے رہے ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک احمدی خاندان آباد ہے۔ یعنی ڈاکٹر منصور احمد جن کو خدا تعالیٰ نے ایک اور ماہر لسانیات کے ساتھ مل کر قرآن کریم کے پہلے سپینش زبان میں ترجمہ کی توفیق دی اور اللہ کے فضل کے ساتھ ان کا یہ ترجمہ بہت ہی مقبولیت اختیار کر گیا۔ یہاں آنے سے پہلے جب پیدروآباد میں مجھے چند روز ٹھہرنے کا موقع ملا تو وہاں بعض ایسے سپینش علم دوستوں سے ملنے کا موقع ملا جنہوں نے قرآن کریم کا گہرا مطالعہ کیا ہے اور دوسرے تراجم کے ساتھ ہمارے تراجم کا موازنہ بھی کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بالاتفاق بڑے زور سے اس بات کی گواہی دی کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ترجمہ ہر دوسرے ترجمہ پر نمایاں فوقیت رکھتا ہے۔ کیا بلحاظ مضمون کی

وفاداری کے اور کیا بلحاظ زبان کی سلاست کے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ قرآن کریم کا وہ ترجمہ جو جماعت نے کیا ہے وہ غیر معمولی طور پر ان سے بڑھ گیا ہے۔ ایک صاحب نے یہاں تک بتایا کہ میرے پاس پانچ دوسرے تراجم ہیں اور میں ایک لمبے عرصے سے ان تراجم کا بڑے غور سے مطالعہ کر رہا ہوں لیکن جب تک احمدی ترجمہ میرے ہاتھ نہیں آیا مجھے حقیقت میں قرآن کریم کے علوم سے تعارف نہیں ہوا اور اب میرے دل میں قرآنی مضامین کی عظمت بیٹھی ہے کیونکہ بڑی وضاحت کے ساتھ آپ کے علماء نے ہر پہلو سے تمام مشکل مقامات کو روشن کر دیا ہے۔ بہر حال منصور صاحب کی یہ خواہش تھی کہ یہ خطبہ یہاں دیا جائے باوجود اس کے کہ جگہ چھوٹی تھی لیکن چونکہ انہوں نے اپنے ساتھ گھر کے نیچے ایک اور گھر بھی کرایہ پر لیا ہے اور وہاں بھی مستورات کا انتظام موجود ہے اس لئے خدا کے فضل سے یہاں ہم پورے آگئے۔ یہاں کی جماعت تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک ہی گھر پر مشتمل ہے لیکن میڈرڈ سے ان کے بھائی، ان کی والدہ وغیرہ اور بہنیں اور پھر پیدرو آباد سے ان کے والد اور جماعت کے دیگر مخلصین یہاں جمعہ پڑھنے کی خاطر پہنچ گئے اس لئے خدا کے فضل سے یہاں کافی رونق ہے۔

خاطبہ کا شہر مسلمانوں کے آثار باقیہ کی وجہ سے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور یہ سارا علاقہ سپین میں ایک پہلو سے ممتاز ہے یعنی قتلانیہ یا اس سے ملتا جلتا کوئی نام ہے جس میں کئی صوبے شامل ہیں یہاں مسلمانوں نے آبپاشی کا ایک ایسا عظیم الشان نظام چھوڑا ہے جو تقریباً ہزار برس سے اسی طرح جاری وساری ہے اور زمانے کی ترقی کے باوجود آج تک عصر جدید کے انجینئرز اس نظام میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکے بلکہ اسی نظام کو اپنے اصل حال پر قائم رکھنا ہی ان کا بڑا کارنامہ ہے۔ یہ آب پاشی کا ایسا نظام ہے جس میں بغیر کسی شور کے بغیر کسی آواز کے بلکہ دیکھنے والے کو نمایاں طور پر نظر بھی نہیں آتا کہ پانی کہاں سے آرہا ہے اور کدھر کو جارہا ہے۔ اس وسیع علاقے کی زمین کے چپے چپے کی آب پاشی کا انتظام موجود ہے اور پہاڑوں پر سے اس طرح نہریں اور زیر زمین نالیاں کھینچ کر تمام ملک میں پانی پہنچانے کا انتظام کیا گیا ہے کہ بغیر کسی محنت، بغیر کسی کوشش کے ہر زمیندار کو اپنی ضرورت کا پانی مہیا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ علاقہ بہت ہی شاداب ہے، بہت عظیم الشان باغات کا علاقہ ہے اور ہر قسم کی بہترین فصلیں بھی یہاں ہوتی ہیں۔ اس پہلو سے یہ سپین

کے امیر ترین علاقوں میں شامل ہے۔

جہاں تک ان قلعوں کا تعلق ہے جو اس چھوٹے سے قصبے کے ارد گرد موجود ہیں ان میں تین قلعے بہت نمایاں اہمیت رکھتے ہیں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر وہ آج بھی یوں معلوم ہوتا ہے جیسے سنتری پہرہ دے رہے ہوں۔ دور دور تک اس علاقے پر ان چوٹیوں سے نظر پڑتی ہے اور وہ قلعے نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ ایک قلعہ جس میں آج صبح ہمیں پھر کر مختلف پہلوؤں سے دیکھنے کا موقع ملا وہ شاطبہ کا قلعہ کہلاتا ہے اور ان سب قلعوں میں سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ اس میں حیرت انگیز صناعی کے کام کئے گئے ہیں۔ پانی کی حفاظت کا ایسا انتظام ہے کہ پہاڑی کھود کر زمین کے نیچے اتنے بڑے بڑے پانی کے ذخائر بنائے گئے ہیں کہ اگر ارد گرد محاصرے کے نتیجے میں سال بھر بھی وہاں کے لوگوں کو محصور رہنا پڑے تو پانی کی کمی محسوس نہ ہو اور سال بھر سے مراد یہ ہے کہ پھر ہمیشہ کے لئے کیونکہ ہر سال اتنی بارش اس علاقے میں ہو جاتی ہے کہ قلعے میں اس کا پانی محفوظ کرنے کا انتظام ہو تو پھر کبھی بھی بیرونی ضرورت محسوس نہیں ہوسکتی۔ وہ بہت بڑے بڑے ذخائر ایک عرصے تک یہاں استعمال میں آتے رہے لیکن اب چونکہ ان کی صفائی کا انتظام موجودہ حالات میں مشکل ہے اس لئے ان کو بند کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ زیر زمین سرنگیں ہیں جو قلعے کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے ملاتی ہیں اور یہی نہیں بلکہ وہاں جو پرانے خاندان قلعے کے حالات سے واقف بسے ہوئے ہیں ان میں سے ایک نے ہمیں بتایا کہ پرانے آباؤ اجداد سے ہم لوگ یہ سنتے آئے ہیں کہ پہلے ایسی سرنگیں بھی تھیں جو ان تینوں قلعوں کو آپس میں ملاتی تھیں بلکہ دور دور کے قلعوں کو بھی اس قلعے سے ملاتی تھیں۔ چنانچہ اگر کسی ایک جگہ بھی دشمن کی طرف سے حملہ ہو تو مسلمان فوجیں دوسری ساتھی فوجوں کی حفاظت کے لئے یا قلعوں کی حفاظت کے لئے زیر زمین لمبے سفر طے کر کے پہنچ جایا کرتی تھیں۔ یہ ایک حیرت انگیز نظام ہے اور یقین نہیں آسکتا کہ کس طرح کس نے اتنی عظیم ہمت سے کام لیا ہو۔ ایک سنگلاخ زمین میں تو قبر کھودنا بھی مصیبت کا کام ہوا کرتا ہے کجا یہ کہ ان پہاڑوں کا سینہ چیر کے اتنے وسیع نظام قائم کر دیئے گئے ہوں۔ لازماً یہ محنت کا عرصہ سینکڑوں سال تک پھیلا ہوگا اور سینکڑوں سال کی یہ محنت معلوم ہوتا ہے ہزار ہا سال تک اسی طرح جاری وساری رہے گی اور آئندہ آنے والی نسلیں دیکھ کر ان لوگوں کے عزم اور ہمت پر تعجب کیا کریں گی۔

یہ دونوں نظام اپنی جگہ قابل تعریف ہیں، قابل ستائش ہیں اور ان کو دیکھ کر انسان کا سر ان لوگوں کی عظمت کے سامنے تعریف کے رنگ میں جھکتا ہے۔ مگر حقیقت میں تو انسان کا سر عظمت کے لحاظ سے تو صرف خدا کے سامنے جھکنا چاہئے اور اس پہلو سے جو مضمون میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اسے خوب اچھی طرح ذہن نشین اور دل نشین کرنا چاہئے۔

ایک مسلمانوں کی قوم کی ظاہری عظمت تھی جس کے آثار باقیہ یہاں دکھائی دیتے ہیں اور ایک اسلام کی تعلیم کی عظمت ہے جو ان علاقوں سے بالکل مٹائی جا چکی ہے۔ پس جو روح تھی وہ تو غائب ہوگئی اور جسم کے نشان اس طرح ملتے ہیں جیسے ہزاروں سال کے فراعین مصر کی ممیاں موجود ہوں۔ جب روح باقی نہ رہے تو جسم کی عظمت کی کوئی حقیقت نہیں رہا کرتی۔

پس سپین کی سرزمین درحقیقت عبرت کا ایک نشان ہے۔ وہ لوگ جو آج بھی بیانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ اسلامی جہاد کا معنی تلوار کا جہاد ہے اور تلوار کے زور سے علاقوں کو فتح کرنا اور قوموں کو اسلام کو تسلیم کرنے پر مجبور کرنا ہی دراصل حقیقی اسلامی جہاد ہے ان کے لئے یہ سپین کا علاقہ ہمیشہ کے لئے ایک عبرت کا نشان پیش کرتا ہے اور ان کو بیانگ دہل یہ بتاتا ہے، **بڑے زور سے اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ تلوار کی عظمت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تلوار کی عظمتیں تلواروں کے ذریعے توڑ دی جاتی ہیں اور حقیقی عظمت پیغام ہی کی عظمت ہے اور محبت کی عظمت ہے اور عقل اور حکمت کی عظمت ہے جو ہمیشہ باقی رہا کرتی ہے۔** پس آپ دیکھیں کہ وہ علاقہ جو مسلمانوں نے پیغام کے ذریعے فتح کئے تھے۔ آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خدا اور رسول کے پیاروں کی عظمت کے گیت گا رہے ہیں۔ آپ انڈونیشیا چلے جائیں، آپ ملائیشیا چلے جائیں، آپ چین کے ان علاقوں میں جا کر سیر کریں جہاں مسلمانوں نے پیغام پہنچا کر یعنی قرآن کریم کا پیغام پہنچا کر لوگوں کے دل اور دماغ جیتے تھے پھر آپ روس کے ان علاقوں کی سیر کر کے دیکھیں جو تلوار سے فتح نہیں ہوئے بلکہ پیغام سے فتح ہوئے تھے۔ پھر آپ چینی ترکستان اور اس سے ملحقہ علاقوں کو جا کر دیکھیں، منگولیا کے علاقوں کو دیکھیں جہاں سے فاتح آئے تھے انہوں نے اسلام کی سرزمینیں فتح کی تھیں لیکن اسلام نے ان کے دل فتح کر لئے، آج تک باوجود اس کے کہ بہت ہی ناسازگار حالات رہے، باوجود اس کے کہ دہریہ حکومتیں ان بعض علاقوں میں قائم رہیں۔ اسلام کا نام مٹانے سے وہ کلیتہً قاصر رہے اور

خائب وخاسر رہے۔

ابھی کچھ عرصہ پہلے مشرقی یورپ کے ایک سفیر سے میری ملاقات ہوئی اور انہوں نے یہ بات تسلیم کی کہ تمام تر کوششوں کے باوجود اشتراکیت اسلام کا نام مٹانے میں ناکام رہی ہے۔ پس تلوار کی فتح تو کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ دراصل پیغام کی فتح ہی وہ فتح ہے جس کی قدر ہونی چاہئے۔ **اور سپین کی سرزمین کو دوبارہ پیغام کے ذریعے اسلام کے لئے جیتنا ہمارا فرض ہے اور آج یہ پیغام کی فتح ہمارے نام لکھی گئی ہے اگر جماعت احمدیہ نے اس ذمہ داری کو ادا نہ کیا تو کوئی اور اس ذمہ داری کو ادا نہیں کر سکے گا۔**

چند دن پہلے Sevilla کی یونیورسٹی میں عربی کے ڈیپارٹمنٹ میں مجھے ایک خطاب کرنے کی توفیق ملی، اس خطاب سے پہلے عربی ڈیپارٹمنٹ کے جو ہیڈ تھے انہوں نے مجھے کہا کہ آپ ان کو ابتدائی باتوں پر خطاب کریں کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں باوجود اس کے کہ ان کا عربی سے تعلق ہے اور کچھ اسلامی تعلیم سے تعلق رکھنے والے ڈیپارٹمنٹ کے طلباء بھی شاید آئیں لیکن ان کو اسلام کی حقیقت میں الف، ب کا بھی پتا نہیں اس لئے آپ زیادہ گہری اور فلسفیانہ باتیں کرنے کی بجائے سیدھی سادھی بنیادی تعلیم پر لیکچر دیں۔ ان کو یہ بتائیں کہ اسلام کے پانچ ارکان کیا ہیں اور ان کے کیا معانی ہیں۔ چنانچہ میں نے ان کے مشورے کے مطابق اسی مضمون پر وہاں خطاب کیا لیکن خطاب کے شروع میں میں نے ان سے کہا کہ آج کے خطاب میں مجھے بہت حیرت بھی ہے کہ وہ ملک جہاں آٹھ سو سال تک اسلام نے حکومت کی تھی اور آٹھ صدیوں کی حکومت بہت ہی شاذ کسی قوم کو نصیب ہوا کرتی ہے۔ آپ تاریخ عالم پر نظر ڈال کر دیکھ لیں سو، دو سو سال، تین سو سال کی حکومت بھی بہت ہی بڑے اثرات پیچھے چھوڑ جایا کرتی ہے۔

انگلستان نے ہندوستان پر، سو سال یا ڈیڑھ سو سال اگر پچھلا ان کا تجارتی زمانہ بھی شمار کرلیں اور اس کو بھی ان کے اثر و نفوذ میں شامل کرلیں تو ڈیڑھ سو سال کا عرصہ بنتا ہے جس میں انہوں نے حکومت کی ہے اور اس ڈیڑھ سو سال کے آثار آج تک قائم چلے آرہے ہیں اور عیسائیت کی شکل میں بھی یہ آثار بڑی کثرت سے آپ کو ہر جگہ ملتے ہیں۔ تو کجا ڈیڑھ سو سال اور کجا آٹھ سو سال تاریخ عالم میں بہت کم مثالیں آپ کو دکھائی دیں گی کہ کسی قوم نے کسی اور قوم پر اتنی لمبی حکومت کی ہو لیکن

تاریخ عالم میں شاید ایک بھی مثال آپ کو نظر نہ آئے کہ اتنی لمبی حکومت کے بعد ایک سوسال کے اندر اندر ان آٹھ سوسال کے تمام نشانات مٹا دئے گئے ہوں۔ سوائے ان ظاہری نشانات کے جو قلعوں اور قبرستانوں کی صورت میں آپ کو سرزمین اندلس اور سپین کے دیگر علاقوں میں پھیلے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے کتنا دردناک عبرت کا نشان ہے ان مسلمانوں کے لئے جو آج بھی بلند آواز سے دنیا میں یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے دین کو پھیلانے کی اجازت دیتا ہے، اور اسی کا نام مقدس جہاد ہے۔ ہرگز نہیں اس مقدس جہاد کو تو اس طرح شکست فاش دی جاچکی ہے۔ اور سپین کی سرزمین ہمیشہ اس بات پر گواہ رہے گی کہ اگر یہ مقدس جہاد ہے تو اس مقدس جہاد کی کوئی بھی قیمت نہیں۔ ہاں دلوں کی فتح کا جہاد جو قرآن بتاتا ہے اس کی عظمت کے گیت تمام دنیا کے مسلمان علاقے گا رہے ہیں جہاں پیغام نے دلوں اور دماغوں کو فتح کیا تھا اور آج تک وہاں باوجود مخالفانہ کوششوں کے اسلام کے نشان نہیں مٹائے جاسکے بلکہ ایک ابھرتی ہوئی قوت کے طور پر اسلام ان علاقوں میں دوبارہ بڑی شان سے ابھر رہا ہے۔

پس جماعت احمدیہ نے اب وہ کام جو تلوار سے نہیں ہوسکا تھا، محبت اور پیار سے کرنا ہے۔ وہ دل جن میں تلوار نے نفرت کے بیج بوئے اور مسلمان حاکموں نے نفرت کی فصلیں کاٹی تھیں آج **آپ نے ان دلوں کو صاف کر کے ان میں محبت کے بیج بونے ہیں اور محبت کے ذریعے سپین کی سرزمین کو دوبارہ اسلام کے لئے فتح کرنا ہے۔ ایک ایسی فتح کرنی ہے جو دائمی فتح ہوگی۔ ایک ایسی فتح کرنی ہے جو قیامت تک قائم و دائم رہے گی اور کوئی دنیا کی طاقت اس فتح کو مٹا نہیں سکے گی۔** اس کے لئے ہم ایک چھوٹی سی جماعت ہیں، ہمارے کندھوں پر بہت سے بوجھ ہیں۔ تمام دنیا میں ہم نے اسلام کی عظمت اور اسلامی تعلیم کی عظمت کے جھنڈے گاڑنے ہیں اس لئے ہر ملک کو اپنی ذمہ داریاں خود سنبھالنی ہوں گی۔

یہ پیغام ہے جو میں سپین کے احمدی مسلمانوں کو دینا چاہتا ہوں۔ آپ غفلت کی حالت میں نہ بیٹھے رہیں اگر آپ نے اس زمین کو فتح نہ کیا تو اور کہیں سے لوگ نہیں آئیں گے۔ خدمت کرنے والوں نے یہاں خدمتیں کیں، قربانی کرنے والوں نے یہاں قربانیاں کیں اور آج تک وہ لوگ یہاں موجود ہیں جنہوں نے ابتدائی احمدی مبلغ کی عظیم قربانیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور گہرے

اثرات ان کے دلوں پر قائم ہوئے۔ آج کے دور میں یہاں کئی احمدی باہر سے آکر مستقل آباد ہو چکے ہیں اور باقاعدہ جماعت کا قیام ہو چکا ہے۔ اس لئے آپ سب کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے اس عظیم مقام کو پہچانیں اور کبھی احساس کریں کہ آپ کون لوگ ہیں، آپ کے سپرد اللہ تعالیٰ نے اس علاقے کی فتح کا سہرا لکھ دیا ہے لیکن اس سہرا کے حصول سے پہلے آپ کو کچھ محنت کرنی ہوگی، کچھ مشقت کرنی ہوگی۔ بیٹھے بٹھائے تو یہ سہرا آپ کے سر نہیں باندھا جائے گا۔ ہاں خدا کی تقدیر میں یہ مقدر ہے کہ احمدیہ جماعت نے بہر حال اس سرزمین کو فتح کرنا ہے اور احمدیہ جماعت کے سر پر یہ سہرا باندھا جائے گا۔

میں نے جو یہاں جماعت کی حالت دیکھی ہے، مجھے اخلاص تو دکھائی دیا ہے۔ قربانی کی روح بھی نظر آتی ہے، قربانی کا جذبہ موجود ہے لیکن اپنے اپنے منصب کو پہچاننے اور اس منصب کو پہچان کر اس کے مطابق اپنے اعمال کو ڈھالنے کی کمی دکھائی دیتی ہے۔ اس پہلو سے آپ لوگوں کا منصب اول جو آپ کو سمجھنا چاہئے وہ ایک مبلغ کا منصب ہے۔ آپ کی زندگی کی ہر دلچسپی اس منصب کے مطابق ڈھالی جانی چاہئے۔ آپ کے ذاتی کاروبار ہوں یا دوسرے کام ہوں، جماعتی کام ہوں یا سوشل دلچسپیاں ہوں، ان سب میں سب سے اہم بات ہمیشہ جو پیش نظر رکھنی چاہئے وہ یہ ہے کہ آپ کا کردار ایک مبلغ کے طور پر نمایاں ہو کر ابھرے اور تمام اہل سپین احمدیوں کو سب سے پہلے ایک مبلغ کے طور پر جاننے اور پہچاننے لگیں۔ آپ کپڑے بیچ رہے ہوں یا کپڑے خرید رہے ہوں دیگر کاروبار میں مصروف ہوں۔ جہاں بھی آپ جائیں، ان کے میلوں ٹھیلوں میں کبھی سوشل تعلقات بڑھانے کی خاطر شامل ہوں ہر حیثیت میں آپ کے مبلغ کا کردار نمایاں ہو کر ابھرنا چاہئے اور آپ کو دل جیتنے والے احمدی بننا چاہئے اور یہی جماعت احمدیہ کی شہرت اس ملک میں پھیلنی چاہئے۔

آپ نے اگر دیر کر دی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ملک بڑی تیزی کے ساتھ مذہبی اقدار سے دور جا رہا ہے۔ اس وقت آپ کے لئے ایک موقع ہے، اس وقت آپ کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ تھوڑی سی سہولت مہیا فرما دی ہے کہ ابھی ان میں مذہبی سوچ رکھنے والے کافی لوگ موجود ہیں۔ عیسائیت کے تعصّبات بھی ان میں ہوں گے لیکن خدا کی محبت ابھی باقی ہے۔ دین کی محبت ابھی باقی ہے۔ ابھی ان لوگوں میں روحانیت کی قدر موجود ہے لیکن چونکہ سپین کا علاقہ بہت تیزی کے ساتھ یورپ میں مدغم ہو رہا ہے اور E.E.C کا ایک مستقل حصہ بن کر یہ ملک تیزی کے ساتھ دیگر مغربی

اقدار کے تابع ہو جائے گا اس لئے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ بہت تیزی کے ساتھ اس قوم میں کام کرنے کی ضرورت ہے اور ابھی جو وقت میسر ہے اس کو غنیمت سمجھیں ورنہ دیکھتے دیکھتے مغربی اور مادہ پرست تہذیب ان پر مزید اس طرح غالب آجائے گی کہ پھر یہاں کام کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ جیسے ہمیں یورپ کے دیگر علاقوں میں مشکلات اور دقتیں پیش آرہی ہیں۔ اسی طرح آپ کے لئے بھی دقتیں پیش آئیں گی اور کام پہلے سے مشکل ہو جائے گا۔

پس اس پہلو سے کچھ نصیحتیں میں نے پیدروآباد کی مسجد میں جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے کی تھیں ان کو ملحوظ رکھیں اور کچھ مزید آپس میں بیٹھ کر مشورے کیا کریں۔ ایک خاندان کی طرح سر جوڑ کر بیٹھا کریں اور آپس میں ایک دوسرے کے سامنے اپنے مسائل رکھا کریں، ان کے حل تلاش کرنے میں ایک دوسرے سے مدد مانگا کریں اور جہاں جہاں خدا نے آپ کو کوئی اچھا بصیرت کا نکتہ سمجھایا ہوا ہو وہاں وہ دوسروں کو سمجھایا کریں۔ اپنے تجارب سے جہاں خود فائدہ اٹھاتے ہیں، دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائیں اور اس طرح جماعت مل کر بڑی تیزی کے ساتھ آگے قدم بڑھانا شروع کرے۔

سپین کے ایک دوست جو مجھے ملنے آئے انہوں نے اس خدشے کا اظہار کیا۔ وہ مسلمان ہو چکے ہیں اور کافی عرصے سے مسلمان ہیں لیکن ابھی جماعت احمدیہ سے ان کا تعلق نہیں لیکن جماعت سے گہری محبت رکھتے ہیں اور دن بدن ان کی محبت بڑھ رہی ہے۔ انہوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ آپ کی جماعت میں میں نے بہت سی خوبیاں دیکھی ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ جماعت آئندہ اسلام کے لئے عظیم کردار ادا کرے گی لیکن تبلیغ سے غافل ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اس جماعت کو لوگ بیرون سے آئی ہوئی ایک جماعت سمجھتے ہیں اور جس تعداد میں سپینش احمدی ہونے چاہئیں اس تعداد میں تو درکنار اس کا ایک حصہ بھی موجود نہیں۔ یعنی چالیس پچاس احمدی جو اس وقت ہیں وہ سبھی سپین میں موجود نہیں، کچھ ادرگرد پھیل گئے، کچھ عدم تربیت کا شکار ہو گئے اور عملاً ٹھوس کام کرنے والوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ پس انہوں نے کہا کہ سپین میں آپ کو اندازہ نہیں کہ کس طرح لوگ ایک قومی تعصب نہیں تو قومی جذبے سے متاثر ہیں اور وہ غیر قوموں کو خواہ وہ اچھا پیغام بھی دیں بہر حال غیر قومیں سمجھتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ آپ جلد سے جلد سپینش احمدی پیدا کریں اور وہ آپ کی آواز آگے قوم تک پہنچائیں تاکہ قوم یہ سمجھے کہ یہ ہماری آواز ہے۔

پس ان کے کہنے کے مطابق ابتداء میں یہ مشکل تو ضرور ہوگی کہ آپ کی آواز ایک بیرونی جماعت کی آواز سمجھی جائے گی لیکن انہوں نے ساتھ اس امید کا بھی اظہار کیا کہ میں جماعت سپین کے جن دوستوں کو جانتا ہوں، ان کے اخلاق سے بڑا متاثر ہوں ان کی صاف گوئی اور سچائی سے بڑا متاثر ہوں اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ بیرونی پن کی جو اجنبیت ہے اس پر احمدیوں کے اخلاق فتح پالیں گے اور شروع میں کچھ دقت تو ہوگی لیکن رفتہ رفتہ آپ لوگوں نے اگر ایک سپینش احمدیوں کی جماعت تیار کر لی تو پھر آئندہ بڑی تیزی کے ساتھ تبلیغ اسلام کے رستے کھل جائیں گے۔

اس وقت یعنی اس مجلس کے بعد ایک احمدی دوست نے ان سے کہا کہ آپ بیعت کر کے جائیں تو میں نے ان کو سمجھایا کہ اس طرح نہیں یہ خود اپنے مطالعہ کے ذریعہ آہستہ آہستہ جماعت کے قریب آرہے ہیں ان کو اور موقع دیں۔ ہمیں تو ایسے احمدی چاہئیں جو سرتاپا جماعت کے مضمون کو، جماعت کے عقائد کو، جماعت کے کردار کو سمجھ کر اپنا لیں اور پھر اس خدمت میں وقف ہو جائیں۔ چنانچہ بعض خدا کے فضل سے ایسے مخلص احمدی نوجوان اور بعض نسبتاً بڑی عمر کے یہاں موجود ہیں جن کے اندر اسلام کی سچی تعلیم گہرے طور پر سرائت کر چکی ہے اور ان کی شخصیت تبدیل ہو کر ایک اسلامی شخصیت میں تبدیل ہو چکی ہے۔

پس کوشش کریں کہ اس قسم کے سپینش احمدی ہمیں میسر آئیں خاطبہ میں بھی اور میڈرڈ میں بھی اور پیدروآباد میں اور قرطبہ میں بھی اور اس کے علاوہ اندلس میں جہاں جہاں بھی، خصوصیت سے اندلس میں میں نے اس لئے کہا ہے کہ اندلس مسلمانوں کے لئے ایک خاص عظمت اور محبت کا نشان بن چکا ہے اور اندلس کا نام آتے ہی سپین کے لوگ بھی لازماً مسلمانوں کو یاد کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اس لئے اندلس میں غرناطہ میں ہماری جماعت ہے۔ صرف غرناطہ میں ہی نہیں ہونی چاہئے اردگرد دیہایت میں پھیلنے کی ضرورت ہے۔ پس بہت سے کام ہونے باقی ہیں۔ مجھے جماعت کے ایک دوست نے کہا کہ آپ پانچ سال کے بعد آئے ہیں جلد جلد آیا کریں میں نے کہا آپ جلد جلد بڑھیں تا کہ میں جلد جلد آنے پر مجبور ہو جاؤں۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ میرے اس پیغام کو آپ اپنے دل میں بٹھائیں گے اور محض دماغ قائل نہیں ہوں گے بلکہ دل قائل ہو جائیں گے۔ دماغ تو قائل ہو جایا کرتے ہیں لیکن قوت عمل دل

کے قائل ہونے سے آیا کرتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کثرت کے ساتھ یورپ میں جب خطابات کا موقع ملتا ہے یا سوال و جواب کی مجالس میں بیٹھنا پڑتا ہے۔ تو کھلم کھلا لوگ اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے دماغ آپ کی باتوں کے قائل ہوگئے ہیں لیکن عمل کی قوت پیدا نہیں ہوتی۔ عمل کی قوت دل کے قائل ہونے سے یا دل کے گھائل ہونے سے پیدا ہوا کرتی ہے۔ پس دلوں کو تو دلوں نے گھائل کرنا ہے۔ **دماغوں کو دماغ کی باتیں قائل کریں گے لیکن اس کے باوجود تبدیلیاں پیدا نہیں ہوں گی۔ یہ آپ کی محبت ہے جو دلوں پر غالب آسکتی ہے اور محبت سے بڑھ کر آپ کی دعائیں ہیں جو دلوں کو قائل کرسکتی ہیں۔**

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے جو دل جیتے ان کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اگر میرا فضل اور میری رحمت شامل حال نہ ہوتی تو تو یہ دل نہیں جیت سکتا تھا۔ پس آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کسی کے لئے اخلاق کا دعویدار ہونے کا کوئی وہم وگمان بھی نہیں آسکتا۔ پس اگر خدا آپ ؐ کو مخاطب کر کے یہ فرماتا ہے کہ تو اپنے اخلاق حسنہ کے باوجود یہ دل نہیں جیت سکتا تھا ان کو اکٹھا نہیں کرسکتا تھا جب تک میری رحمت شامل حال نہ ہوتی۔ تو اس کے مقابل پر آپ کیا ہیں آپ کی کیا حیثیت ہے، اگر چہ دلوں کو جیتنے کے لئے اخلاق حسنہ ضروری ہیں مگر صرف انہی پر انحصار نہیں کرنا خدا کی رحمت پر انحصار کرنا ہے اور اس کے لئے آپ کو لازماً دعا گو ہونا پڑے گا اس کے لئے لازماً خدا سے تعلق باندھنے ہوں گے اور دنیا کو نظر آئے یا نہ آئے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ خدا کے بندے بن چکے ہیں۔ آپ خدا کے نمائندہ بن چکے ہیں۔ پس یہ وہ آخری میرا پیغام ہے جسے آپ کو لازماً سمجھنا چاہئے اور اس کی اہمیت کو دلنشین کرنا چاہئے۔

پیغامبر کئی قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ ایک زبان کے ذریعے پیغام کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور جہاں تک ان کا بس چلتا ہے منطقی دلائل کے ذریعے اپنے پیغام کی فضیلت کو لوگوں پر ثابت کرتے رہتے ہیں مگر کتنے دل ہیں جو اس سے بدلے جاتے ہیں دلوں کی تبدیلی حقیقت میں اس کے بعد دو مراحل سے تعلق رکھتی ہے اور یہ بات میں آپ کو اپنے وسیع تجربہ کی بنا پر کہہ رہا ہوں۔ دوسرا مرحلہ دلوں کو اخلاق حسنہ سے جیتنے کا مرحلہ ہے اور اس کے بغیر حقیقت میں پیغام کو قبول کرنے کے لئے کوئی قوم تیار ہو ہی نہیں سکتی۔ پھر بھی جب آپ اس مرحلے پر فتح حاصل کرلیں تو آپ

کو کچھ کمی محسوس ہوگی۔ آخری فیصلہ کرنے کے لئے لوگ ڈرتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ کئی دفعہ اتنے قریب آجاتے ہیں اور اتنے قریب رہتے ہیں کہ آدمی حیران ہوتا ہے کہ اس کے باوجود آخری قدم کیوں نہیں اٹھا رہے۔ اس صورت میں، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دعائیں ہیں جو کام کرتی ہیں اور دعاؤں کے ذریعے حیرت انگیز تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ ایسے ایسے عظیم نشان ظاہر ہوتے ہیں کہ انسان کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں کہ کیسے یہ واقع ہوا۔

پس اس کے لئے باخدا بننا ضروری ہے۔ منہ کی خشک دعائیں کبھی قبول نہیں ہوسکتیں جب تک دل کی سوزش کے ساتھ ان کا تعلق نہ ہو اس لئے دعاؤں میں سوز پیدا کریں، اپنے دل میں وہ گرمی پیدا کریں جو خدا کی محبت کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے اور پھر یہ محسوس کیا کریں کہ آپ خدا کے نمائندہ ہیں۔ خدا کے نمائندے ہونے کا احساس ایک بہت بڑا عظیم احساس ہے۔ اس احساس کے نتیجے میں تکبر نہیں بلکہ انکسار پیدا ہوتا ہے اور یہی اس احساس کی پہچان ہے۔ وہ علماء جو خدا کا نمائندہ بنتے ہیں اور خدا کی مخلوق سے تکبر سے پیش آتے ہیں وہ جھوٹے ہیں کیونکہ خدا کا نمائندہ کبھی بھی خدا کی مخلوق سے تکبر سے کام نہیں لیتا خدا کی مخلوق اس کی اپنی بن جاتی ہے۔ تبھی قرآن کریم نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا کہ قُلْ يٰعِبَادِ (الزمر:۱۱) کہ اے محمدؐ! تو یہ اعلان کر کہ اے میرے بندو! بہت سے علماء کے لئے اس آیت کو سمجھنے میں الجھن پیش آئی اور وہ حیران رہ گئے کہ قرآن تو اتنی عظیم الشان توحید کی تعلیم دیتا ہے پھر محمد مصطفی ﷺ کو مخاطب کر کے خدا نے یہ کیوں کہا کہ یہ اعلان کردے کہ اے میرے بندو! وہ تو خدا کے بندے ہیں وہ تو اس بات کو نہیں سمجھ سکتے کہ یہ تکبر کی انتہاء نہیں بلکہ انکسار کی انتہاء ہے۔ آنحضرت ﷺ خدا کی محبت میں ایسا بڑھے کہ خدا کے بندے ان کو اپنے بندے لگنے لگے اور جن بندوں سے خدا کو پیار تھا ان بندوں سے محمد مصطفی ﷺ کو بھی پیار ہو گیا اور اس طرح دوئی مٹ گئی۔

پس حقیقت میں عرفان کے نتیجے میں تکبر نہیں بلکہ انکسار نصیب ہوا کرتا ہے۔ اس پہلو سے آپ کو خدا کا نمائندہ بننا چاہئے اور جب آپ میں یہ احساس پیدا ہوگا تو لازماً نہایت تیزی کے ساتھ پاک تبدیلیاں پیدا ہوں گی اور آپ کو اپنے وجود کے اندر سے ایک نیا وجود نکلتا ہوا دکھائی دے گا۔ آپ محسوس کریں گے کہ آپ کے اندر ایک انقلاب آچکا ہے اور اس تبدیل شدہ شخصیت میں ایک

مقناطیسی طاقت پیدا ہو جائے گی ۔ یہ وہ طاقت ہے جو دلوں کو فتح کیا کرتی ہے اور دراصل یہ خدا کی طاقت ہے جو دلوں پر غالب آیا کرتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات میں وہ خدائی طاقت پیدا ہو چکی تھی ۔ پس جب خدا نے یہ کہا کہ خدا یہ تبدیلی کرتا ہے تو یہ مراد نہیں تھی کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک ذریعہ الگ کام کر رہا تھا اور خدا کے ذرائع الگ کام کر رہے تھے بلکہ آنحضرت ﷺ کی ذات میں وہ ذریعے ظاہر ہوئے۔ آپ کی ذات میں خدا کی طاقتیں ظاہر ہوئیں اور ان کے ذریعے وہ عظیم الشان تبدیلیاں پیدا ہوئیں جو لاکھوں دلوں کو خدا تعالیٰ نے آناً فاناً تبدیل کر کے دکھا دیا۔

پس یہ سپین کی سرزمین کتنی ہی بھاری اور سنگلاخ زمین کیوں نہ نظر آئے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو نسخے پہلے کارآمد ثابت ہوئے ہیں آج بھی لازماً کارآمد ثابت ہوں گے۔ یہ وہ نسخے نہیں جو اپنے اثر کو چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ یہ دائمی نسخے ہیں، یہ قانون قدرت سے تعلق رکھنے والے نسخے ہیں اور جیسے قانون قدرت تبدیل نہیں ہوتا یہ نسخے جو قانون قدرت پر مبنی نسخے ہیں ان کا اثر کبھی بھی پھر زائل نہیں ہوسکتا۔ کبھی بھی ان نسخوں کا اثر ضائع نہیں ہوسکتا ۔ پس آپ ان کو استعمال کر کے دیکھیں۔ اس رنگ میں تبلیغ کریں جیسا کہ میں نے آپ سے بیان کیا ہے۔ عاجزانہ دعائیں کرتے رہیں اور دل کو تبلیغ میں ڈال دیں تبلیغ کے ہو جائیں ۔ خدا کی نمائندگی اختیار کرنے کی کوشش کریں اور دعاؤں کے ذریعے خدا سے مدد مانگیں ۔ **پھر دیکھیں انشاء اللہ دیکھتے دیکھتے اس سرزمین کی تقدیر تبدیل ہوگی، نئی شان کے ساتھ اسلام دوبارہ اس سرزمین میں آئے گا۔ یہ شان تلوار کی شان نہیں ہوگی بلکہ پیغام کی شان ہوگی ۔ یہ سرزمین کی فتح نہیں ہوگی بلکہ دلوں کی فتح ہوگی جو اس سرزمین پر بستے ہیں اور یہ فتح دائمی فتح ہوگی پھر دنیا کی کوئی طاقت، کوئی تلوار اسلام کے نشان اس مقدس زمین سے مٹا نہیں سکے گی۔ خدا کرے اس کی آپ کو توفیق ملے، خدا کرے آپ وہ تاریخی شخصیتیں بن جائیں جن کے نام کے ساتھ علاقے لکھے جائیں جن کے نام کو آئندہ آنے والی قومیں فخروں سے یاد کریں اور کہیں یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اندلس کی زمین کو دوبارہ خدا کے لئے فتح کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔**